وفاق المدارس......فوائد ومنافع

''وفاق المدارس العربیہ'' کی اہمیت وافادیت پر مشتمل وفاق کے ریکارڈ میں محفوظ سنہ 1961ء کی ایک تحریر شائع کی جارہی ہے جس میں دینی مدارس کے اجتماعی بورڈ اور تنظیم کی ضرورت وافادیت کو اجاگر کیا گیا ہے، یہ تحریر تقریباً پچپن سال پہلے لکھی گئی ہے، جس وقت ''وفاق'' کے تحت تین سو طلبہ امتحان دیتے تھے اس کے بعد ''وفاق'' نے جو حیرت انگیز ترقی کی وہ سب کے سامنے ہے۔ اس سال (۱۴۳۶ھ) میں ''وفاق'' کے تحت امتحان دینے والے شرکاء کی تعداد تقریباً **250894** تھی.......................................(ادارہ)

مدارسِ عربیہ ومکاتب دینیہ کی محکم تنظیم کے فوائد ومنافع اس قدر واضح اور بدیہی بلکہ اجلی بدیہات میں سے ہیں کہ آفتاب آمد دلیلِ آفتاب کے مطابق خود اپنا ثبوت ہیں، خصوصاً وفاق المدارس العربیہ کی پنجسالہ مساعی اور شاندار زندۂ جاوید کارناموں کا تذکرہ سن لینے کے بعد تو درحقیقت یہ سوال ہی باقی نہیں رہتا کہ ''وفاق میں شامل ہونے سے ہمیں کیا فائدہ؟'' سوال کرنے والے بھی ان فوائد ومنافع کو خوب اچھی طرح جانتے اور مانتے ہیں، اس کے باوجود انجان بن کر یہ سوال صرف اس لیے کرتے ہیں کہ دیکھیں یہ اس سوال کا کیا جواب دیتے ہیں، لہٰذا سنئے اور ''گوش عبرت نیوش'' کو اچھی طرح کھول کر سنئے۔

وفاق المدارس العربیہ، مدارس عربیہ ومکاتب دینیہ میں جس یکجہتی، ہم آہنگی اور نظم وضبط کو پیدا کرنے کے درپے ہے اس کی ایک ہلکی سی جھلک مدارس ملحقہ وفاق کے امتحان دورۂ حدیث ملاحظہ فرمایئے کہ:

تین سال سے کراچی سے پشاور تک تمام مدارس ملحقہ وفاق کے کم وبیش تین سو طلبۂ دورۂ حدیث شریف ایک مقررہ تاریخ اور معین وقت میں متعین مراکز کے اندر جمع ہو کر اس شان سے امتحان دیتے ہیں کہ ایک ہی پرچۂ سوالات، ایک ہی وقت میں پورے ملک کے طلبہ کے ہاتھوں میں پہنچتا ہے اور جس کی ہوا بھی بجز رجسٹرار امتحان اور گمنام ممتحن کے اور کسی کو نہیں لگتی حتیٰ کہ ہر مرکز کا ناظم امتحان بھی اس وقت پرچہ کو دیکھ پاتا ہے جب کہ سارے ملک میں وہ پرچہ طلبہ کے ہاتھوں میں پہنچ چکا ہوتا ہے کیونکہ پرچہ ہائے سوالات کے لفافہ کی سیل وہ طلبہ کو دکھا کر توڑتا ہے۔ امتحان کے ناظم ونگران اجنبی اور دیانت دار علماء ہوتے ہیں جن سے کسی ناجائز مراعات کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، نہ اپنے مدرسے کا کوئی مدرس یا استاذ

امتحان گاہ میں نظر آتا ہے نہ بہی خواہ جس کی طرف اعانت کے لیے نگاہ اٹھ سکے، آخر طالب علم تو کلا علی اللہ ذاتی استعداد و قابلیت سے ہی پرچہ حل کرتے ہیں۔ امتحان کا مقررہ وقت ختم ہوتے ہی پورے ملک کے طلبہ سے تمام مراکز میں جوابات کی کاپیاں لے لی جاتی ہیں اور طلبہ کے سامنے ہی ناظم امتحان تمام کاپیوں کے بنڈل کو سیل کر کے اسی وقت دفتر وفاق کو رجسٹری کر دیتا ہے اور اس طرح جوابات کی کاپیاں بھی کسی تصرف وتبدیلی کے امکان کے بغیر مرکزی دفتر وفاق کو پہنچ جاتی ہیں، مرکزی ناظم امتحان فوراً کاپیوں کی جانچ پڑتال کرتا ہے کہ اگر ممانعت کے باوجود کسی طالب علم نے عمداً یا سہواً اپنا نام، رول نمبر یا اور کوئی ایسی علامت جس سے اس کا پرچہ پہچانا جاسکے لکھ دیا ہوتا ہے تو اس پر سیاہی پھیر کر اس طرح مٹا دیتا ہے کہ پتہ ہی نہ چل سکے اور جلد از جلد اصلی رول نمبر اور نام وغیرہ کی چٹ کاپی سے الگ کر کے فرضی رول نمبر کاپی پر ڈال کر اسے ایسا بے نام ونشان بنا دیتا ہے کہ بجز نمبر بدلنے والے ذمہ دار امتحان کے اور کوئی نہیں بتا سکتا کہ یہ کس طالب علم یا کس مدرسہ کے طالب علم کی کاپی ہے۔ غرض اسی طرح تمام مرکزوں سے آئی ہوئی کاپیوں کے رول نمبر بدل کر اور خلط ملط کر کے بنڈل بنا کے جلد از جلد ممتحن کے پاس بذریعہ ڈاک رجسٹر پارسل بھیج دیتا ہے، اب ممتحن بھی بالفرض اگر کسی خاص طالب علم یا کسی خاص مدرسہ کے طالب علموں کی کاپیاں نکالنا چاہے تو نہیں نکال سکتا، لہٰذا ممتحن وفاق کے مقرر کردہ واحد معیار پر تمام کاپیوں پر صرف طالب علم کی محنت واستعداد کے مطابق نمبر لگاتا ہے، غرض سوالات بنانے والا بھی ایک ہی شخص ہوتا ہے اور تمام کاپیوں پر نمبر لگانے والا بھی ایک ہی شخص ہوتا ہے، طلبہ کو کامیاب وناکام قرار دے کر نتیجہ شائع کرنے والا بھی ایک ہی مرکز ہوتا ہے اور ملک کے تمام کامیاب طلبہ کو ان کی اہلیت کے مطابق سند فراغ دینے والا بھی ایک ہی مرکز ہوتا ہے۔

یہ ایسا مکمل نظام ہے کہ اس میں کسی خاص طالب علم یا کسی خاص مدرسہ کے ساتھ کسی بھی ناجائز مراعات کا امکان ہی باقی نہیں رہتا، اسی کا ثبوت یہ ہے کہ بعض مشہور ومعروف اور چوٹی کے مدارس کے طلبہ میں سے اب تک کوئی اول نمبر نہیں آیا اور اکثر گمنام وغیر معروف مدارس کے طلبہ اول نمبر آتے رہے ہیں۔

وفاق کی آرزو اور جدوجہد یہ ہے کہ ایسا ہی مبارک ومسعود نظم اور اتحاد ملک کے تمام مدارس ومکاتب ملحقہ وفاق کے تمام شعبوں میں پیدا ہو جائے کہ تمام مدارس ومکاتب میں ایک ہی نصاب تعلیم ہو اور ایک ہی نظام تعلیم ہو، تمام ملک میں ایک ہی تاریخ کو مدرسے کھلیں ایک ہی تاریخ کو بند ہوں، ایک ہی زمانے میں داخلے جاری ہوں ایک ہی زمانے میں بند ہوں، ایک ہی دن تمام مدارس میں اسباق شروع ہوں ایک ہی دن اسباق ختم ہوں، ایک ہی زمانے میں امتحان سہ ماہی ہو اور ایک ہی زمانے میں امتحان ششماہی ہو اور ایک ہی زمانے میں سالانہ امتحان ہو، امتحان کے نتائج بھی ایک ہی زمانے میں نکالے جائیں۔ ہر مدرسہ میں انتظامی اور تعلیمی قواعد وضوابط بھی ایک ہوں اور تمام مدارس کے اساتذہ وطلبہ یکساں طور پر ان کے پابند ہوں، ہر مدرسہ میں طلبہ کے داخل وخارج کے فارم بھی ایک ہوں، رجسٹرہائے حاضری و

مدرسین بھی ایک ہی ہوں، ایک ہی قسم کے تصدیق نامے (سرٹیفکیٹ) کے ذریعے طلبہ ایک مدرسے سے دوسرے مدرسے میں منتقل ہوں، ہر مدرسے کے مدرسین وطلبہ کے حقوق بھی یکساں متعین ہوں اور وہ یکساں طور پر ادا کیے جاتے ہوں، کوئی کسی پر زیادتی اور تعدی بھی نہ کر سکے اور کوئی کسی کے ساتھ ناجائز مراعات بھی نہ کر سکے۔ سب ایک ہی مقصد اللہ کے دین کی حفاظت اور اعداء دین کے حملوں سے اس کو بچانے کے لیے جمع ہوں، پڑھنے والے صرف اسی غرض کے لیے پڑھیں، پڑھانے والے پڑھائیں، انتظام کرنے والے اسی مقصدِ وحید کے لیے مدرسوں کا انتظام کریں اور مالی امداد کرنے والے اسی واحد غرض وغایت کے لیے امداد کریں۔

ملک کے تمام مدارس عربیہ اور مکاتب دینیہ اس یکجہتی، ہم آہنگی اور نظم وضبط کے بعد ''کجسد واحد'' ایک ہو جائیں گے۔ اگر کوئی اندرونی یا بیرونی طاقت کسی بھی مدرسہ کو کسی بھی قسم کا نقصان پہنچانا چاہے گی تو تمام مدارس ملحقہ اور ان کا مرکز وفاق پوری قوت کے ساتھ اس کا مقابلہ کر کے اسے نقصان سے بچالیں گے۔ نیز مدارسِ عربیہ اور مکاتبِ دینیہ کا یہ منظّم ومستحکم وفاق اتنی بڑی طاقت ہوگا کہ اس کے ہوتے ہوئے ان مدارس ومکاتب کے بقا وارتقاء کی راہ میں مشکلات پیدا کرنے والی لادینی طاقتوں کو ان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنے کی بھی ہمت نہ ہوگی اور جو کوئی طاغوتی طاقت اس وفاق سے ٹکرائے گی وہ خود پاش پاش ہو کر رہ جائے گی۔

موجودہ حالت انتشار وتشتت میں جو مدرسہ وفاق سے ملحق نہیں ہے وہ اپنے کو یکہ وتنہا، بے یار ومددگار اور یتیم ویسیر پاتا ہے۔ اگر کوئی ارضی یا سماوی آفت ومصیبت اس پر نازل ہوتی ہے تو اسے نہ صرف یہ کہ کوئی اپنا ہم جنس معاون ومددگار نظر نہیں آتا بلکہ وہ مدارس کی باہمی رقابت وہم چشمی کی وجہ سے ''شماتت ہمسایہ'' کے اندیشہ کی بنا پر اپنی مصیبت کو کسی پر ظاہر کرنا بھی نہیں چاہتا اور یکہ وتنہا مصیبت کا مقابلہ کرتا ہے۔ وفاق کی محکم تنظیم میں شامل ہونے کے بعد وہ تمام مدارس ملحقہ وفاق کو اپنا معاون ومددگار اور دست وباز ومحسوس کرے گا اور وفاق کے آغوش کو آغوش مادر۔

دیکھیے، وفاق کی محکم تنظیم نے محکمہ اوقاف کو یہ باور کرادیا کہ وفاق المدارس العربیہ کی تنظیم اس قدر محکم ومکمل ہے کہ اب تو محکمہ اوقاف کے لیے بھی اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وہ وفاق کی سندوں کو تسلیم کر کے اپنی ذمہ داری یعنی محکمہ اوقاف کے اداروں کے لیے مستند علماء مہیا کرنے کے مطالبے سے سبکدوش ہو۔

اگر وفاق نے اپنی تنظیم کے استحکام کو قوی سے قوی تر اور وسیع سے وسیع تر بنانے کی جدوجہد کو جاری رکھا اور دیوبندی مسلک کے تمام مدارس ومکاتب اس سے ملحق ہو گئے اور دیوبندی مکتب فکر کے تمام دینی اداروں کی نمائندگی اس کو حاصل ہوئی اور مدارس ملحقہ نے اس کی تنظیمی مساعی کو خلوص قلب کے ساتھ بارآور بنانے میں مکمل طور پر تعاون کیا نیز وفاق اپنے فارغ التحصیل کامل الاستعداد طلبہ کے لیے دینی خدمات کے ساتھ ساتھ ''باعزت معاشی زندگی'' بسر کرنے کے راستے پیدا کرنے میں بھی کامیاب ہو گیا تو پھر محکمہ اوقاف کے متوقع منصوبے کے تحت قائم ہونے والی اسلامی یونیورسٹی، عربی کالج اور

اسکولوں کے متوازی نظام کا مقابلہ کرنے میں بھی انشاءاللہ وفاق کامیاب ہوگا اور مدارس عربیہ کے اساتذہ اور فارغ التحصیل طلبہ کو ''مقناطیسی کشش'' سے بچائے گا اور یہ مدارس ومکاتب اپنی دینی آزادی وخودداری کو برقرار رکھتے ہوئے پہلے سے زیادہ آباد اور قال اللہ وقال الرسول (علیہ السلام) کے خالص دینی اور مقدس مشغلہ میں سرگرم رہیں گے انشاءاللہ تعالیٰ شانہ۔

(۲) اس نصاب تعلیم، امتحانات میں باضابطگی، قواعد وضوابط کی پابندی مرکزی طاقت وفاق کی کڑی نگرانی کے بعد کسی بھی مہتمم، مدرس یا ممتحن کے لیے یہ ممکن نہ ہوگا کہ وہ اپنے شخصی تعلقات یا مصالح کی بنا پر کسی بھی نااہل طالب علم کو مدرسہ میں داخل یا امتحانات میں کامیاب کرا سکے۔ لہٰذا انشاءاللہ مدارس عربیہ ومکاتب دینیہ نااہل طلبہ کے وجود نامسعود سے پاک ہوجائیں گے، معیار تعلیم بلند سے بلند تر ہوسکے گا اور مدارس عربیہ سے حسب سابق جید علماء کامل الفنون اساتذہ اور تقوی شعار رجال دین پیدا ہوسکیں گے اور ان مدارس کا عقم (بانجھ پن) ختم ہوجائے گا۔ انشاءاللہ جل شانہ۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ!...... یہاں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے جس کا ازالہ ضروری ہے وہ یہ کہ اب سے پچاس سال پہلے مدارس عربیہ کی کوئی اجتماعی تنظیم نہ تھی، نہ قواعد وضوابط تھے، نہ ان کی پابندی کا کوئی سوال، نہ یہ نظم وضبط تھا اور نہ نگرانی، پھر اس عہد میں ایسے ایسے فضلاء روزگار، جید علماء اور جامع العلوم والفنون مدرسین، محدثین، مفسرین، متقنین، فقہاء، بلغاء ادباء اور مہرۂ فن محققین جن کی مثال بھی تاریخ میں مشکل سے ملے گی ان ہی مدارس عربیہ سے کیسے پیدا ہوگئے، نہ کوئی تصنیف و تالیف کا ادارہ تھا، نہ مشق وتحریر وتقریر کا اہتمام، نہ تکمیل وتخصص کے درجے تھے، نہ قراءت وتجوید کے، نہ نصاب میں سیرت وتاریخ کی کتابیں داخل تھیں نہ جغرافیہ ومعلومات عامہ کی اسکے باوجود ان ہی مدارس سے جن کو آج ''عقیم'' کہا جاتا ہے اور اسی نصاب تعلیم سے جن کو آج ناقص کہا جاتا ہے ایسے ایسے فخر روزگار مصنفین ومؤلفین، مضمون نگار و انشاپرداز، قضاۃ ومفتیین، ،قراء ومجودین، مورخین ومتخصصین علوم وفنون، ادباء وشعراء جن کے علم وہنر کے کارناموں بلکہ ''شاہکاروں'' کے آج کے علماء نہ صرف خوشہ چیں اور موائد فضل وہنر کے ریزہ چیں ہیں بلکہ ان کے زندۂ جاوید علمی کاوشوں اور کارناموں پر فخر کرتے ہیں اور ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے پر ہم ناز کرتے ہیں ان ہی مدارس سے کیسے نکلے؟ ان ہی مدارس سے جو طلبہ فارغ التحصیل ہوکر نکلتے تھے وہ ہر ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر فاضل اور کسی نہ کسی علم وفن کے ماہر ومتخصص ہوتے تھے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس ''زریں عہد'' اور مسعود زمانے میں طلبہ حقیقی معنی میں طالب علم تھے وہ اپنے ذاتی شوق اور فطری تقاضے کے تحت محض کسب فضل وکمال، تحصیل علم وہنر اور خدمت دین ومذہب، اعلاء کلمۃ الحق کی غرض سے علم حاصل کرتے تھے انہیں درس وتکرار اور مطالعہ کے سوا اور کسی بھی مشغلہ سے نہ صرف یہ کہ دلچسپی نہ ہوتی تھی بلکہ فرائض شرعیہ، قدر ضروری آرام کے بعد درس وتدریس اور مطالعہ وتکرار کے علاوہ کسی بھی مشغلہ میں مصروف ہونے کو اپنے اوپر حرام سمجھتے تھے۔ اگر کسی دن استاد سبق نہ پڑھا سکتا تو انہیں سخت تکلیف ہوتی، اگر بیمار ہوجاتا تو اس کی صحت کے لیے

دعائیں مانگتے ،غرض تحصیل علم و ہنر کی راہ میں ایسی سخت ترین تکالیف برداشت کرتے کہ ان کے تصور سے بھی انسان ''لرزہ براندام'' ہو جائے اس کے باوجود ان کے دیوانہ وار شوق علم میں سرمو فرق نہ آتا، اساتذہ کی عقیدت ومحبت اس درجہ کہ ان کی ایسی ایسی خدمتیں کرتے زرخرید غلام بھی نہ کر پائیں ،غرض ،وہ علم وہنر کے دیوانے ہوا کرتے تھے ،ان کو نہ کسی ترغیب وتشویش کی ضرورت تھی نہ امتحان کی ،نہ مطالعہ وتکرار کی نگرانی کی ،وہ اگر کسی علم وفن میں ناقص ہوتے تو جب تک اس نقص کا ازالہ نہ کر لیتے آگے نہ بڑھتے ،اگر کسی کتاب پر ایک مرتبہ پڑھ لینے سے حاوی نہ ہوتے تو دوبارہ اور سہ بارہ پڑھتے جب تک جملہ علوم وفنون رائجہ کی کتابیں اول سے آخر تک نہ پڑھ لیتے استاذ اور مدرسہ کو ہرگز نہ چھوڑتے اور سند وغیرہ لینے کا تو سوال ہی نہ تھا ہاں استاذ کی خوشنودی اور اجازت کو سرمایۂ سعادت اور اہلیت وقابلیت کی اصلی سند سمجھتے تھے استاذ بھی جب تک طالب علم کی اہمیت واستعداد سے مطمئن نہ ہوتے ہرگز اجازت نہ دیتے ۔مختصر یہ ہے کہ اس مبارک زمانے میں طالب علم ،علم کو محض علم وکمال کے لیے حاصل کرتے اور استاذ بھی خدمت علم ودین کو اپنا اہم ترین فریضہ سمجھ کر محض اللہ کے لیے پڑھاتے تھے ۔بالفاظ دیگر علم بذاتِ خود مطلوب تھا آلہ کار نہ تھا۔

اس کے برعکس اس زمانے میں ننانوے فیصد علم حاصل کرنے والے طلبہ ،علم کو اپنے دنیاوی اغراض ومقاصد کا آلہ کار بنانے کی غرض سے حاصل کر رہے ہیں ۔اس وقت عموماً طلبہ میں شوق وذوق اور والہانہ طلب کے بجائے علم وہنر سے فرار وگریز اور صرف امتحان میں کامیابی اور سند حاصل کر لینے کا جذبہ کارفرما ہے ،وہ سبق میں حاضر ہوتا ہے صرف غیر حاضری پر عقوبت کے ڈر سے ،وہ سبق یاد کرتا ہے صرف استاد کی زدوکوب کے خوف سے ،وہ تکرار ومطالعہ کرتا ہے صرف استاد کے وقتاً فوقتاً پوچھ بیٹھنے یا عبارت پڑھوا لینے کے اندیشہ سے ،وہ محنت ومشقت اٹھاتا ہے ،راتوں کو نیند اپنے اوپر حرام کرتا ہے صرف اس یقین کی بناء پر کہ امتحان نہایت سخت ہے کامیابی کا معیار بہت بلند ہے ۔اسی لیے اس کی تیاری شروع ہوتی ہے سفارشوں کی ہمہ رسانی ،امتحان میں جائز وناجائز وسائل وذرائع کی جستجو سے ،ناجائز مراعات کی تلاش وسعی سے ،امتحان ختم ہوتے ہی وہ کوچہ نوردی کرتا ہے دیار ممتحن کی ،ہر ممکن دباؤ ممتحن پر ڈالنے کی سرتوڑ کوشش کرتا ہے ،غرض اسے سند چاہیے خواہ وہ جائز ذرائع سے ملے خواہ ناجائز ذرائع سے ،اگرچہ اس سند کی عبارت صحیح پڑھنے کی بھی اس میں اہلیت نہ ہو ،اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ میں عالم صرف اس سند کے ہاتھ میں ہونے سے کہلاؤں گا ،نوکری اس سند سے ملے گی ،کتابوں کو پورا ہونے نہ ہونے کو ،علوم ضروریہ میں استعداد کے ناقص ہونے یا نہ ہونے کو کون پوچھتا ہے جیسا کہ ہم حکومت کے امتحان ''فاضل عربی'' میں مشاہدہ کر رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ ''رفع علم'' کا زمانہ ہے جو صادق مصدوق علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ارشاد گرامی کے مطابق ''علامات ساعت'' میں سے ہے ،اس لیے اس پرآشوب ،پرفتن زمانے میں علم ودین کو باقی ومحفوظ رکھا جا سکتا ہے صرف نظم وضبط کی سختیوں ،مطالعہ وتکرار اور حاضری درس کی شدید ترین نگرانیوں سے ،مدارس میں داخلہ اور جماعتوں کی ترقی کے

قواعد کی سختی کے ساتھ پابندیوں سے ،نصاب اور درجہ بندی کے لزوم والتزام سے، نااہل و نالائق طلبہ کے باب میں سفارشات ومراعات کی بیخ کنی اور درجہ بندی سے، کاہل وکام چور طالب علموں کے لیے عبرت ناک سزائیں جاری کرنے سے،اور سند فراغ ودستار فضیلت کے حصول کو نااہلوں اور نالائقوں کے لیے ناممکن بنادینے کی تدابیر پر پوری طرح پابندی کرنے سے، یہ ہیں ہمارے اس منحوس دور کے طلبہ، قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔

اس لیے ارباب مدارس عربیہ ٹھنڈے دل سے اس ''تفاوتِ عہد'' اور انقلاب زمانہ پر غور فرمائیں۔ ببیں تفاوت عہد از کجاست تا بکجا۔ اور وفاق کے تجویز کردہ قواعد وضوابط اور ان کی مصالح وفوائد پر غور فرمائیں اور ان کو سمجھ کر صدق دل سے خود بھی ان کی پابندی کریں اور طلبہ ومدرسین کو بھی اس کی پابندی پر مجبور کریں کہ اس لادینی اور علم وہنر سے فرار کے دور میں علم ودین کی حفاظت اس کے بغیر نہیں ہوسکتی اور وفاق کی تنظیم کو حفاظت علم و دین کے فریضہ کی ادائیگی کی راہ میں ایک ''نعمت غیر مترقبہ'' سمجھیں اس لیے کہ مدارس عربیہ کی تاریخ میں آپ کو اس کی مثال نہیں ملے گی اور جو مدارس اب تک وفاق سے ملحق نہیں ہوئے ہیں ان کو بھی جلد از جلد اس جماعتی تنظیم میں شامل ہوجانا چاہیے کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام فداہ ابی وامی کا فرمان ہے ''علیکم بالجماعة ،ویداللہ علی الجماعة''

(۳) اور یہ حقیقت تو موجودہ دور میں اس قدر قطعی اور یقینی طور پر مسلم ہے اور بحث سے بالاتر کہ زندگی کے کسی شعبے میں مطمئن اور باعزت زندگی بسر کرنے کے لیے بقاء باہمی کے اصول پر جماعتی اتحاد وتنظیم از بس ضروری ہے اور یہ تنظیم جس قدر محکم اور ہمہ گیر ہوگی اسی قدر آفات ومصائب سے تحفظ اور ترقی وکامرانی کی زیادہ ضامن ہوگی۔ آج کے دور میں انفرادی طاقت کتنی ہی قوی کیوں نہ ہو بقاوتحفظ کے بارے میں قطعاً ناقابل اعتماد ہی نہیں بلکہ ناکام ہے۔ آج طاقت، اجتماعی طاقت اور محکم تنظیم کا دوسرا نام ہے، یہی وجہ ہے کہ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں کام کرنے والوں کی یونینیں اور سوسائٹیاں نہ ہوں۔ اسی عالم گیر اصول کے تحت مدارس عربیہ اور مکاتب دینیہ کا بھی فرض ہے کہ ہر مدرسہ اگرچہ وہ اپنے وسائل وذرائع اور اثر ورسوخ کے اعتبار سے کتنا ہی ''مستغنی اور بے نیاز'' کیوں نہ ہو اسے بھی اپنی ''انفرادیت'' کو ختم کرکے اور کسی محکم جماعتی تنظیم میں شامل ہوکر اپنے نہ سہی اپنے ہم مسلک مدرسوں کے بقاوتحفظ اور مفاد کی خاطر اس تنظیم کو زیادہ سے زیادہ قوی اور محکم بنانے کی کوشش کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے تعاونوا علی البر والتقویٰ۔

وفاق المدارس العربیہ:......مدارس عربیہ اور مکاتب دینیہ کی ایسی بے مثل اور محکم تنظیم اور اجتماعی طاقت ہے کہ نہ مدارس ومکاتب کی گزشتہ تاریخ میں اس کی کوئی مثال ملتی ہے اور نہ زمانہ حال میں کوئی اس کا ثانی ہے اور نہ انشاء اللہ آئندہ زمانے میں کوئی اجتماعی تنظیم اس کی حریف بن سکے گی، بشرطیکہ وفاق اور اس سے ملحق مدارس اپنی تنظیم کو کامیاب اور قوی تر بنانے اور کم از کم دیوبندی مسلک کے غیر ملحق مدارس کو وفاق میں شامل کرنے لیے خلوص قلب کے ساتھ مشغول رہے۔وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین...........................☆☆☆